رسائل و مسائل!

الیکشن اور خواتین

سوال:۔

حق رائے دہی بالغاں Adult franchise کے تحت ہماری حکومت نے مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی ووٹر قرار دیا ہے۔ کیا آپ الیکشن میں عورتوں کی شرکت کو صحیح سمجھتے ہیں؟ اور پھر کیا آپ ان کے لئے ملت کی نمائندگی اور وزارت وغیرہ کا حق بھی تسلیم کرتے ہیں؟ اس معاملہ میں بہت سی ذہنی الجھنیں پائی جاتی ہیں۔ مسئلے کی اگر وضاحت ہو جائے تو اچھا ہے۔

جواب:۔ اس مسئلے میں چونکہ قوم کے ذہین طبقوں میں دو متضاد طرز فکر پائے جاتے ہیں، ایک خالص اسلامی اور ایک خالص مغربی اور ان کے درمیان نظری اور سیاسی دونوں میدانوں میں کشمکش ہو رہی ہے، پھر ان دو نظریوں کے درمیان ایک تیسرا نظریہ نیم اسلامی، نیم مغربی قسم کا بھی موجود ہے، بنا بریں خواہ مخواہ ذہن الجھتے ہیں۔ اس الجھن کا حل صرف یہ ہے کہ یا تو اسلام کو ترک کر کے لوگ دین مغربیت سے فتوے لیں یا ہر طرف سے نگاہیں ہٹا کر اسلام کی طرف یکسو ہوں اور اس سے معلوم کریں کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟

اسی طرح اگر راست فکری (Straight thinking) سے کام لیا جائے تو فی الحقیقت کوئی الجھن نہیں ہے۔ یہاں بالکل اجمال سے اسلام کا نقطۂ نظر آپ کے سامنے عرض کیا جاتا ہے۔

اشارہ اول:۔۔۔۔ اسلام نے مردوں اور عورتوں میں ان کی فطری صلاحیتوں کے لحاظ سے تقسیم کار کر دی ہے۔ مرد کے کاندھے پر سیاست و تمدن کے معاملات کا بار ڈالا ہے اور عورتوں پر تربیتِ نسل یا انسان سازی کا فریضہ عاید کیا ہے۔ عورتوں کے سیاست میں شریک نہ ہونے سے کوئی خلل نہیں آتا، لیکن اگر وہ سیاسی خدمات انجام دینے کے لئے گوشت کے مجسموں کو انسان بنانے کے آرٹ سے کنارہ کریں تو تعمیر ملت Nation Building کے پروگرام کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔

چنانچہ اسلام نے عورت کو سیاست و تمدن کے ٹھوس کاموں سے مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے یہ حکم دیا ہے کہ:-

"وقرن فی بیوتکن"
اپنے گھروں میں وقار سے رہو!

اسلام کے نظریہ کی یہ ایک اعلیٰ ترجمانی تھی کہ نبی صلعم نے ایک حدیث میں واضح کر دیا کہ جب وامورکم الیٰ نساءکم کی کیفیت پیدا ہو تو روئے ارض سے بطنِ ارض تمہارے لئے بہتر ہے۔ مراد یہ کہ اس صورت کے نمودار ہونے سے وہ تقسیم کار ختم ہو جاتی ہے جسے فطرت اور اسلام نے چاہا ہے اور جس پر سیاست و تمدن کی ترقی کے ساتھ نسل انسانی کی صحیح تربیت کا دارومدار ہے پس عورتوں کے سامنے وزارت اور نمائندگی ملت وغیرہ کے مقاصد کو لا رکھنا ایک مہلک حرکت ہے۔

اشارہ دوم:- یہ بجائے خود ایک اہم اور قابلِ غور معاملہ ہے کہ اسلامی نظام میں عورتوں کی ایک مستقل نمائندہ اسمبلی مرکزی مجلسِ شوریٰ سے الگ موجود ہونی چاہیئے۔

واقعہ یہ ہے کہ دورِ نبوی اور دورِ خلافت میں جب کوئی مسئلہ ایسا سامنے آیا ہے کہ اس میں عورتوں کے مشورہ کی ضرورت پیش آتی ہے تو اسے مردوں نے خواتین سے مشورہ کیے بغیر طے نہیں کیا۔ پس آج ایک وسیع مملکت کے پیچیدہ تر معاملات کو چلانے کیلئے خواتین کی تعلیم یا بچوں کی تربیت اور دوسرے نسوانی مسائل میں بصیرت رکھنے والی خواتین کی ایک منظم مجلس سے مشورے حاصل کرنا حکومت کیلئے صحیح طریق کار ہوگا۔ یہ صورت علیحدگی صنفین (Separation of Sexes) کے اسلامی نظم میں بھی کوئی خلل نہیں لاتی۔

اشارہ سوم:- جہاں تک عورتوں کے ووٹ دینے کے حق کا مسئلہ ہے اس کے خلاف کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ ایک نظیر اس کے حق میں موجود ہے، وہ یہ کہ حضرت عثمان کے انتخاب کے موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ازواجِ مطہرات اور دوسری فہیم خواتین کے دروازوں پر جا جا کر ان سے رائیں طلب کی ہیں۔ اگر خواتین کی رایوں سے پرہیز کرنا لازم ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتے اور کرتے تو صحابہ کی سوسائٹی بہر حال ان کو ٹوکتی۔

درحقیقت آیتِ استخلاف میں خدا تعالیٰ کی نیابت یعنی خلافت دیئے جانے کا وعدہ پوری امت سے یعنی ہر مسلم سے ہے۔ امت کی اس دولتِ مشترکہ میں عورتیں بھی بہر حال حصہ دار ہیں۔ ووٹ دینے کے معنی یہ ہیں کہ افرادِ امت اپنے اپنے حصے کی خلافت کو ایک فردِ واحد — امیر — کی تحویل میں دے رہے ہیں۔ اس لحاظ سے خواتین کو ووٹ دینے کے حق سے محروم کرنے کیلئے کوئی ٹھوس دلیل نہیں ملتی۔

(بقیہ بر صفحہ ۲۰۸)

ہر ضلع اور علاقے کے حالات کے پیش نظر کام کا ایک خاص نقشہ تیار کرنا پڑے گا اور اس نقشے کے مطابق کارکنوں اور ذرائع و وسائل کو استعمال کرنا ہوگا۔

ان اشارات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جماعت اسلامی انتخابات کی مہم میں بالکل نئے اصولوں پر حصہ لینا چاہتی ہے۔ یہ ایک ایسا تجربہ ہے جو پہلی مرتبہ پاکستان میں کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے ایک جدید تجربہ ہونے کی وجہ سے جماعت کے بہت سے خیرخواہ یہ سوال دریافت کرتے ہیں کہ کیا جماعت کے سامنے کامیابی کے کچھ امکانات بھی ہیں؟

اس سوال کا جواب ترجمان القرآن کے اگلے شمارہ میں عرض کیا جا رہا ہے !

رسائل و مسائل کا بقیہ

(صفحہ ۲۰۴ سے آگے)

نوٹ:۔ ان مسائل میں اپنے اپنے مطالعہ وتحقیق کو تو پیش کیا جا سکتا ہے مگر حرفِ آخر کی حیثیت تو ان فیصلوں ہی کو حاصل ہوگی جنہیں امت کے علمائے صالحین کی ایک منتخبہ دستوریہ اجتہادی بصیرت کے ساتھ طے کر دے۔